قبلہ محمد ضیاء الدین صاحب سجّادہ نشین سیّال شریف کی

خلافت پر زبردست تقریر (۱۹ مارچ ۱۹۲۰ء)

۱۹ مارچ کو دوسرے یومِ خلافت کے دن حضرت سجادہ نشین صاحب سیال شریف نے دورانِ وعظ میں تحمید و صلٰوۃ کے بعد آن گنت حاضرین مسلمین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

اے حاضرین کرام! آج جمعہ کا دن ہے جس کو خداوندِ کریم نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن مقرر کیا ہے۔ مگر آج کا جمعہ یوم التغابن ہے۔ اس کو مسلمانانِ ہند نے یومِ خلافت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس لئے آج کا جمعہ ہمیشہ کے جمعہ سے نرالا ہے۔ اس میں مسئلہ خلافت پر تقریریں ہوں گی۔ اور جابجا جلسے ہوں گے۔ اور بقاء اسلام کے لئے بہ رگاہ رب العزت دعاء و التجا کی جائے گی۔ اور مسلم آبادی یک دل و زبان ہو کر اپنی مجازی حکومت کو ضروریات خلافت اسلامیہ و اتحادِ اسلام سے بالدلائل مطلع کرے گی۔ اور یہ بات گوش گزار کرے گی کہ اسلام بجز بقائے خلیفۃ المسلمین کے قائم نہیں رہ سکتا۔ فقیر کے دل میں بھی یہ خیال آیا کہ آج کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں سامعین کی سمع خراشی کی جائے اور اس خیال فاسد کو حرف غلط کی طرح عوام کے صفحہ دل سے مٹا کر نسیاً منسیا کر دیا جائے کہ فقراء میں (جس سے بالعموم سجادہ نشین و متولیانِ خانقاہ مراد لئے جاتے ہیں) محبت اسلام کی نہیں ہے۔

یہ ایک دوسرا مسئلہ ہے کہ وہ اخباری دنیا میں قدم نہیں رکھتے اس میں وہ ایک حد تک حق بجانب بھی ہیں کیونکہ وہ اشتہاری دوا فروشوں اور لیڈروں کی طرح اپنا نام پیدا کرنا نہیں چاہتے۔

مگر فی الاصل بقول حافظ

بزیر دلق مرقع کمند ہا دارند
دراز دستی ایں کوتہ آستیناں بین

اس فرقہ کو ایک عضو معطل سمجھنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔ انتظام عالم میں جتنا تصرف یہ گوشہ نشین رکھتے ہیں اتنا امور مملکت میں خسروانِ نامدار، شہنشاہانِ کامگار بھی نہیں رکھ سکتے۔ اسلام کی خدمت جس قدر اس زمرہ بے شور و شر و بے روو ریائے کی ہے۔ یار تو بجائے خود رہے اغیار کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ مگر اب خاموشی کچھ معنی نہیں رکھتی۔ کیونکہ جب سے سابقہ لاٹ صاحب سر مائیکل اڈوائر نے وہ اڈریس حاصل کیا جس پر نمائندگان سجادہ نشیناں اور خود سجادہ نشینوں کے دستخط تھے۔ اس دن سے جو خیال عام مسلمانوں کے دلوں میں ان بزرگوں کی نسبت پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے کل سجادہ نشینوں کو چاہیئے کہ وہ گورنمنٹ کو مطلع کر دیں کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان رہنا پسند کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ اور امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین نائب الرسول کی عزت و وقار میں ذرہ بھر بھی فرق آنے سے ہمارے دلوں پر سخت صدمہ ہو گا۔

پہلے ہم اس عالمگیر جنگ کو سیاسی اور ملکی قرار دیتے تھے مگر اب اخلائے دارالخلافہ قسطنطنیہ دانیال و باسفورس وغیرہ یعنی یورپی روم (جو جنگ میں غیر مفتوح رہا ہے) کے متعلق ایجی ٹیشن پادریان یورپ اور ان کے ہم خیالوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جنگ صلیبی اور مذہبی جنگ تھی کیونکہ فاتح بیت المقدس کو وزیر اعظم برطانیہ نے تمغہ پہناتے وقت فاتح کروسیڈ کا خطاب عطا کیا۔ اور جو بحث دارالعوام لندن میں ۲۶ فروری کو ترکی کے مستقبل کے متعلق ہوئی تو اس میں جو وزیر اعظم مسٹر لائیڈ جارج نے اندیشہ ظاہر کیا کہ ترکوں کے اخراج قسطنطنیہ کی جو تحریک پھیلی ہوئی ہے۔ وہ کسی حد تک مسیحیت کے قدیم احساسات پر مبنی ہے جو ہلال کے بر خلاف ہیں۔ انہوں نے اپنی جماعت کو تسلی دیتے ہوئے یہ کہا کہ ترکوں کو یہ سزا دی جائے گی کہ ان کی نصف سے زیادہ سلطنت قطع کر دی جائے گی اور ان کا دارالسلطنت اتحادی اتواپ کی زد میں ہوگا۔ اسے فوج اور بیڑے اور عظمت سے محروم کر دیا جائے گا۔ اور بحیرۂ اسود اور بحیرۂ روم کا درمیانی راستہ جس سے ترکوں کو دنیا کی کونسلوں میں حقیقی اختیار سے محروم کر دیا جائے گا۔ اور وہ آئندہ عیسائیوں کے مقدمات طے کرتے ہوئے اتحادی توپوں کے دباؤ میں دستخط کریں گی۔

اور ایک دوسرے مہربان جو مزدور جماعت کے سرگروہ ہیں یعنی مسٹر ایڈمرن وہ ترکوں کو قسطنطنیہ میں رہنے کی سفارش تو کرتے ہیں مگر پاپائے روم سا بنا کر، وہ لکھتے ہیں۔

مذہبی مشکلات اس صورت میں دور ہو سکتی ہیں کہ خلیفۃ المسلمین کو پاپائے روم کی طرح تمام دنیاوی قوتوں سے محروم کر کے قسطنطنیہ میں رہنے کی اجازت دی جائے۔

الغرض جتنے منہ اتنی باتیں باستثنائے چند تمام ممبران پارلیمنٹ........ کیا مذہبی پیشوا اور کیا مدبرین مملکت سب ترکوں کے خلاف بول رہے ہیں اور جن لوگوں نے سبز باغ دکھا کر اور وعدہ تحفظ مقاماتِ مقدسہ دلا کر اور جنگ کو غیر ملک گیری جنگ بتلا کر مسلمانوں سے ہر طرح کی امداد لی۔ آج وہی وعدہ کنندگان اپنے وعدوں سے انحراف کر رہے ہیں۔ اور اپنے وعدوں کی بعید از خیال و فہم توجیہیں گھڑ رہے ہیں۔ مسلمانوں نے اپنے گھروں کو اپنے ہاتھ سے تباہ کیا ہے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

خدا جس قوم کی عقل سلب کر لیتا ہے اس سے ایسے ہی کام ہوا کرتے ہیں۔ یہ قانونِ قدرت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ کسی قوم کو تباہ و برباد نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی بربادی کے سامان خود مہیا نہ کرے۔ یعنی اعتقاد اور نیت جب تک نہ بدلے اللہ پاک کی دی ہوئی نعمت چھینی نہیں جاتی۔

اب اس مطلب کو مسلمان اپنی گورنمنٹ کے گوش گزار کریں کہ ہمارا خلیفۃ المسلمین پاپائے روم کی طرح ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پاپائے روم ان کا جانشین ہے جن کی یہ تعلیم ہے۔

"تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت لیکن میں تم کو یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا۔ بلکہ تیری داہنی گال پر طمانچہ مارے تو دوسری بھی اس کی طرف پھیر دے۔"

(متی ۵- باب ۳۸، آیت ۳۹)

مگر جیسے کہ ہمارے نبی عربی فداہ امی وابی مثیل موسےٰ تھے ایسے ہی ان کے جانشین و خلیفہ مثل خلفاء و جانشیانِ موسےٰ سے باحشمت و باجبروت ہونے چاہیئں۔ جیسا کہ موسے علیہ السلام شریروں اور مفسدوں کی گوشمالی کے لئے مامور من اللہ تھے۔ موسے علیہ السلام کے خلفاء کی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خلافت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا اور جیسا کہ بنی اسرائیل کے خلیفہ بنائے گئے تھے وہ احکام شریعت موسوی جاری کیا کرتے تھے۔ مثلاً یوشع بن نون اور قاضی، اور ساؤل، اور داؤد اور سلیمان بن داؤد علیہم السلام وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی محمدی شریعت کے جاری کرنے والے مسلمانوں میں خلیفہ ہونے چاہیں اور بفضلِ خدا آج تک ایسے ہی خلفاء خود مختار باخیل و حشم اسلام میں ہوتے رہے ہیں۔ اور اس وقت امیر المؤمنین و خلیفۃ المسلمین نائب رسول الثقلین سلطان ابن سلطان خاقان ابن خاقان سلطان البر والبحرین خادم الحرمین الشریفین سلطان وحید الدین خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ،........ مسند آرائے سریر خلافت میں اگر ان سے کوئی علاقہ جو جنگ سے پہلے ان کے ماتحت تھا اب چھینا جائے تو ہمارے دلوں کو سخت صدمہ ہوگا۔ اس واسطے ہم صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں اور اپنی گورنمنٹ کے کانوں تک اس غم و رنج کو پہنچاتے ہیں کہ صلیبی جنگ لڑ کر اور آزادی کے خوش کن لفظ سنا کر ہم سے اسلامی ملک چھینے جا رہے ہیں۔ اور ہماری صدائے احتجاج کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔ جیسا کہ کئی ایک مدبرین انگلستان کہہ رہے ہیں کہ ہندوستانیوں کو انخلائے قسطنطنیہ و تجزیہ ترکی کا کوئی صدمہ اور احساس نہیں۔

اب ہمارے سامنے دو راستے ہیں۔ یا ہم مسلمان بنیں اور مسلمانوں کی آواز گورنمنٹ کے کانوں تک پہنچائیں یا اسلام سے قطع تعلق کر کے علیحدگی قسطنطنیہ کا جشن منائیں جو شخص اس وقت اپنی صاف بیانی سے حکامِ وقت کی خدمت میں باوازِ بلند یہ نہ کہہ دے کہ اگر ہمارے اسلام پر حملہ کیا گیا، یا اسلامی جھنڈا کے خلاف صلیب بلند کی گئی۔ (جیسا کہ بعض کارٹونوں سے اس کا اظہار ہو چکا ہے) تو یا ہم مسلمان رہ سکیں گے یا وفادار......... تو وہ شخص یا منافق ہوگا یا دھوکہ باز۔ جس کی وجہ سے وہ پبلک اور گورنمنٹ کے لئے نہایت ہی خطرناک ہوگا۔ شارع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم حجتہ الوداع کے دن اپنی امت کو یہ تھی کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہو کر رہیں اور ضرورت کے وقت ایک دوسرے کے کام آئیں خواہ کہیں بھی ہوں اور یک دوسرے کو اسلام پر ثابت قدم رہنے کی فہمائش کریں۔

اب مخلصاد عا بدرگاہ قاضی الحاجات یہ ہے کہ وہ اپنے اسلام اور خلیفۂ اسلام کا ہر حال میں حامی و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔

منقول از اخبار "المنیر" جھنگ

۲۴ مارچ ۱۹۲۰ء

تقریر مولانا مولوی محمد ضیاء الدین صاحب ادام اللہ برکاتھم

جوانہوں نے بموقع عرس شریف بمقام سیال شریف مجمع کثیر کے سامنے پڑھی

الحمدلله نحمده و نستعينه و نستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيّأت اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان سيدنا محمداً عبده ورسوله الذى ارسله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله وكفىٰ بالله شهيداً۔ محمد رسول الله والذين معه اشدّاء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من الله ورضواناً۔ سيما هم فى وجوههم من اثر السجود ذالک مثلهم فى التوراة و مثلهم فى الانجيل كزرع۔ اخرج شطأه فازره فا ستغلظ فاستوىٰ على سوقه يعجب الزراع ليغيض بهم الكفار وعدالله الذين آمنوا وعملوا الصٰلحٰت منهم مغفرة واجراً عظيماً۔

اما بعد: فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم يا ايها الذين آمنوالا تتخذوالیهود والنصارى اولياء بعضهم اولياء بعضٍ ومن يتولهم منكم فانه منهم ان الله لايهدى القوم الظالمين۔ فترىٰ الذين فى قلوبهم مرض يسارعون فيهم يقولون نخشى ان تصيبنا دائره فعسى الله ان ياتى بالفتح اوامرمن عنده فيصبحوا على ماا سروا فى انفسهم نادمين۔ ويقول الذين آمنو هؤلاء الذين اقسموا بالله جهد ايمانهم انهم لمعكم حبطت اعمالهم فاصجواخسرين۔ يا ايهاالذين آمنو من يرتد منكم عن دينه فسوف ياتى الله بقوم يحبهم ويحبونه اذّلة علٰى المؤمنيّن اعزة على الكافرين يجاهدون فى سبيل الله ولا يخافون لو مة لائم ذالک فضل الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم انما وليكم الله ورسوله والذين آمنو الذين يقيمون الصلوة ويؤتون الزكوة وہم راكعون۔ ومن يتول الله ورسوله والذين آمنو فان حزب الله هم الغالبون۔ (پ ٦ المائده ع ٨)

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ کلام ربانی جو آپ لوگوں پر پڑھی گئی ہے سورہ مائدہ کا آٹھواں رکوع ہے۔ خلاصہ مطلب اس کا یہ ہے کہ مومنوں کو حق تعالی نے یہود و نصاری کی محبت اور مودت اور نصرت اور اعانت سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے جو ان کا دوست ہو وہ انہی میں سے ہے۔ پھر ان لوگوں کو تہدید فرمائی ہے۔ پھر ان لوگوں کو تہدید فرمائی ہے جو تحریک ترک موالات کے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ تحریک بار آور نہ ہوئی تو رہا سہا اعتبار بھی چلا جاوے گا۔

فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ غیب سے فتح و نصرت اور امداد اسلام کے اسباب مہیا کرے گا۔ اس وقت یہ لوگ نادم اور شرمسار ہوں گے۔

اور آگے چل کر ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ تمہاری راہ و رسم سے پھر کر کفار سے جا ملتے ہیں تم اس سے کبیدہ خاطر نہ ہو۔ عنقریب خدا ایک قوم کو لائے گا جو خدا سے عجز و نیاز رکھتے ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ ان سے محبت رکھے گا۔ ان کی نشانی بھی فرمادی ہے کہ وہ مومنوں سے نہایت ہی تواضع سے پیش آئیں گے اور کفار پر زبردست ہوں گے اور وہ کسی کی ملامت سے خوف بھی نہیں کھائیں گے۔ تمہارا دوست خدا ہے اور رسول اور وہ مومن جو کفار سے ترک موالات کرتے ہیں اور خدا کے کل احکام کی پابندی کرتے ہیں اور جو تم میں سے کفار کی موالات ترک کر کے خدا اور رسول کی دوستی اور مومنوں کی دوستی پسند کرے وہی غلبہ میں رہیں گے اور کامیاب رہیں گے کیونکہ خدا کا شکر ہمیشہ کامیاب اور غالب رہتا ہے۔

اس موقع پر میں آپ لوگوں کو یہ بات ذہن نشین کرانی چاہتا ہوں کہ ترک موالات کیا چیز ہے اور ترکِ معاملات کیا ہے اور اس وقت اس کی سخت ضرورت کیوں لاحق ہوئی ہے۔ یہ بات تو علماء ہند خصوصاً مولانا ابو الکلام آزاد اور مولانا غلام معین الدین اجمیری ادام اللہ برکاتہم کی تصانیف سے بخوبی واضح ہو چکی ہے۔ اس جگہ ان کی تشریح تحصیل حاصل ہے۔ میں تو اپنے حلقہ اثر کے لوگوں کو یہ جتا دینے کی ضرورت سمجھتا ہوں کہ میں جمعیت علماء ہند کے فتوے کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہوں اور اس پر کاربند ہوں اور آشناؤں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہوں اور اس فتوے سے شاید ہی کوئی فرد اسلام بے خبر ہو۔ مگر ہمارا ملک پنجاب خصوصاً شاہ پور عام طور پر اسلامی تحریکوں سے بے خبر رہتا ہے۔ ان کی آگاہی کے لئے مختصراً وہ فتوے ذیل میں نقل کرتا ہوں۔

"جمیعت علماءِ ہند کا یہ اجلاس کامل غور کے بعد مذہبی احکام کے مطابق اعلان کرتا ہے کہ موجودہ حالات میں گورنمنٹ کے ساتھ موالات اور نصرت کے تمام تعلقات اور معاملات رکھنے حرام ہیں۔ اس کے ماتحت حسبِ ذیل امور بھی واجب العمل ہیں۔

۱۔ خطابات اور اعزازی عہدے چھوڑ دینا۔

۲۔ کونسلوں کی ممبری سے علیحدگی اور امیدواروں کے لئے رائے نہ دینا۔

۳۔ دشمنانِ دین کو تجارتی نفع نہ پہنچانا۔

۴۔ کالجوں اور سکولوں میں سرکاری امداد قبول نہ کرنا اور سرکاری یونیورسٹیوں سے تعلق قائم نہ رکھنا۔

۵۔ دشمنانِ دین کی فوج میں ملازمت نہ کرنا اور کسی قسم کی فوجی امداد نہ پہنچانا۔

۶۔ عدالتوں میں مقدمات نہ لے جانا اور وکیلوں کے لئے ان مقدمات کی پیروی نہ کرنا۔

صاحب! اس فتوے کو وہ شخص ناقابل برداشت کہہ سکتا ہے جس کے دل میں ایمان اور اسلام کی ذرا

بھی قدر نہ ہو۔ فقیر نے بار ہا اپنے آشناؤں کو اسلامی اصول کے ماتحت اس فتوے کی طرف توجہ دلائی اور اب بصورت اعلان ہر ایک خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جو شخص فوج اور پولیس میں ملازم ہو۔ تو اس سے فقیر کا کوئی تعلق نہیں اور نہ اس کو فقیر سے کوئی تعلق ہونا چاہیئے۔ یہ میں نہیں کہتا کہ وہ ملازمت چھوڑیں یا نہ چھوڑیں۔ یہ ان کے ضمیر اور ایمان پر چھوڑا گیا ہے اور آئندہ کوئی فوجی اور پولیس مین کوئی نذرانہ کسی قسم کا فقیر کے پیش نہ کرے کیونکہ وہ ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا۔ بنا

علی قولہ تعالی...... ومن یتولھم منکم فانّہ منھم۔

ترجمہ:۔ اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہو گا-------- اور چاہیئے کہ کوئی آدمی فوجی ہو یا پولیس کا فقیر سے بیعت نہ کرے۔ کیونکہ اس کو بیعت نہیں کیا جائے گا۔ بناء

علی قولہ تعالی......... ضرب اللہ مثلاً رجلاً فیہ شرکاء متشاکسون۔

اور نیز متابعت حضرت خواجہ بزرگ ہند الولی خواجہ شیخ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے اسرار اولیاء ملفوظ حضرت خواجہ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ مؤلفہ حضرت خواجہ بدر الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ فرمایا گنج شکر نے کہ!

ایک وقت ایک مسلمان ملازم معاندین اسلام کا، مرید ہونے کے لئے شیخ معین الدین علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن خواجہ نے اسے بیعت نہ کیا۔ اس شخص نے جا کر اپنے آقا معاند اسلام کے پاس شکایت کی تو اس نے اپنے آدمی خواجہ صاحب کے پاس بھیجے کہ آپ اسے مرید کیوں نہیں بناتے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ یہ شخص تیرا ملازم ہے۔ اور جو شخص بے گانہ کے آگے سر جھکائے ہم اسے کلاہ نہیں دیتے اور مرید نہیں کرتے۔ اگرچہ اس قسم کے اعلانات اس جبر و استبداد کے زمانے میں تکلیف میں پڑنے کا باعث ہوا کرتے ہیں۔ مگر......... واللہ احق ان تخشاہ......... اللہ تعالی زیادہ حقدار ہے کہ تو اس سے ڈرے۔ دینوی چند روزہ عیش و ارام کے بدلے عقبی کی لاتناہی و ابدی نعمت کو کھو دینا حماقت اور ضلالت نہیں ہے تو اور کیا ہے بقول شیخ سعدی

مبادا دل آں فرو مایہ شاد
کہ از بہر دُنیا دہد دیں بباد

.... دوسرا اتمام حجت کے لئے ہر مرشد، پیر و سردار کو لازم ہے کہ اپنے مرید اور رعایا کو امر معروف و نہی عن المنکر کرے تا کہ فردا قیامت کو شرمسار نہ ہونا پڑے جب خدا کے رُو برُو دوزخی کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بزرگوں کی اطاعت کی۔ انہوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ پس کہیں گے اے اللہ! ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر لعنت بھیج۔ تو اس دن کہہ سکیں کہ اے خدا ہم نے تیرے پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیے مگر انہوں نے نہیں مانا۔ وما علینا الا البلاغ

پیروں کو ایسا نہیں چاہیئے کہ مردہ خواہ بہشت میں جاوے یا دوزخ میں۔ ان کو حلوے مانڈے سے کام ہو۔ بلکہ امر معروف و نہی عن المنکر ہر وقت کریں۔ یہی اسلام کا طرہ امتیاز ہے۔ کنتم خیرامۃ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ پہلی امتوں کے علماء اور مشائخ کو تنبیہ کی گئی ہے کہ انہوں نے امر معروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

لولا ینھٰھُم الربا نیُّون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحتَ لبئس ماکٰنوا یصنو عون۔

ان کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے کیوں نہیں منع کرتے۔ واقعی ان کی یہ عادت بری ہے۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا آگے آپ کا ایمان

مراد ما نصیحت بودو گفتیم
حوالت باخدا کردیم و رفتیم

فقیر محمد ضیاء الدین عفا اللہ عنہ (۲ رجب المرجب ۱۳۳۹ھ)

○

عقیدت مندانِ دربار سیال شریف کے لئے ہدایت [1]

برادرانِ ملت و عزیزانِ طریقت! جو مظالم اس مظلم دور میں اسلام اور مسلمانوں پر ٹوٹ رہے ہیں ان کو سن کر ایک سچا مسلمان ہی نہیں بلکہ ہر انصاف پسند دل لرز جاتا ہے۔ خلافت اسلامیہ جس کا قیام و بقاء مذہبی نقطہ نظر سے ایسا ہی ضروری ہے جیسے جاندار کے لئے روح، پنجہ عیسائیت میں گرفتار ہے۔ جزیرۃ العرب جس کی نسبت ہمارے آقائے نامدار حضور اقدس ﷺ کی آخری وصیت تھی کہ

اخر جوا الیھود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب۔

اعدائے اسلام کا لُعبت گاہ بن گیا ہے۔ کلمہ حق کی آواز نکالنے والے فدایانِ ملت و قوم جیل خانوں کی کوٹھڑیوں میں دست و پا بہ زنجیر ہیں۔ سمرنا میں ہزاروں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ بے کس بھوکوں جان دے رہے ہیں۔ جن کے مربی اور سرپرست حمایت حق پر نثار ہو گئے اور محض اس جرم میں کہ توحید حق کا نعرہ بلند کرنے والے تھے تیغ تثلیث کی نذر ہو گئے۔

وما نقموا منھم الا ان یومنوا باللہ العزیز الحمید۔ (پ ۳۰ البروج آیت ۸)

ان واقعات کو سن کر کس مسلمان کا کلیجہ ہے کہ پانی نہ ہو جائے اور کون سی آنکھ ہے۔ جو آنسوؤں کے دریا نہ بہائے۔ حقیقت میں ان واقعات نے مسلمانوں کو اپنے بھولے ہوئے فرائض کا زریں سبق دیا

---

(۱) حضرت امیر شریعت کے شائع فرمودہ کتابچے میں یہ "ہدایت" شامل نہیں تھی۔ یہ الگ سے حضرت خواجہ سیالوی کی طرف شائع کی گئی تھی۔ تاہم اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے یہاں شائع کیا جارہا ہے۔ (مدیر)

ہے۔ اور یہ خوابِ غفلت میں سوئی ہوئی قوم کو بیدار کرنے کے لئے تازیانہ غیبی ہے۔ ہمیشہ سے اور اس نازک وقت میں ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے کہ وہ اپنی ہر ممکن کوشش سے حمایت اسلام اور اپنے مظلوم بھائیوں کی دستگیری کرے۔ اس لئے فقیر اپنے عزیز آشناؤں کو خصوصیت کے ساتھ توجہ دلاتا ہے کہ وہ مطالبات اسلامی پورا کرانے کی طرف اپنا گامِ عمل تیزی کے ساتھ بڑھائیں اور دنیوی اعزاز و جاہ (جو چند روزہ ہے) کے بدلے خدائے ذوالجلال اور رسولِ عربی فداہ ابی واُمی کی خوشنودی کی دائمی عزت حاصل کریں۔ معاندین اسلام کے ساتھ تمام تعلقات نصرت و حمایت کو ترک کردیں۔ اور علمائے کرام کے متفقہ فتوے پر عمل پیرا ہوں۔ مظلومین سمرنا......... جہاں یتیم بچے لاوارث عورتیں بھوک کے مارے داعیٔ اجل کو لبیک کہہ رہے ہیں۔ ان کی مالی امداد میں نہایت فراخ دلی سے حصہ لے کر مستحق رحمت ایزدی ہوں۔ کیا عجب ہے کہ اس نیک کام کی بدولت تمہارے سابقہ گناہ محو ہو جائیں اور جور و سیاہی اور ظلمتِ قلبی حمایت و نصرتِ اعدائے دین کی وجہ سے تم پر چھا چکی ہے۔ دُھل جائے۔ ان الحسنات یذھبن السیّات۔

میرے عزیزو کیا تمہارے مسلمان دل اس کو گوارا کرسکتے ہیں کہ تم اونچے اونچے محلات میں چین اڑاؤ۔ صبح و مساء متعدد کھانے پہنچ جائیں اور تم خوشی سے ان کو نوشِ جان کرو۔ اور ادھر اسلام کے ننھے بچے اور بے کس عورتیں ایک لقمہ کی حسرت میں جان دے دیں۔ تمہارے گھروں میں غلہ کے انبار اور خزانوں کے خزانے دفن پڑے ہوں۔ لیکن ان اسلامی پودوں کے لئے تم اپنی جیب سے ایک پیسہ صرف نہ کرو اگر واقعی تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے تو تف تمہارے اسلام پر! قیامت کے دن حضور اقدس ﷺ کے سامنے جب اسلام اور اس کے مظلوم افراد فریادی ہوں گے کہ یارسول اللہ کفار نے تو ہم پر ظلم توڑے لیکن ان مدعیانِ اسلام نے بھی انہیں کا ساتھ دیا اور ہماری کچھ خبر گیری نہیں کی تو اس وقت تم کیا جواب دو گے۔ اگر آپ حضرات صرف بیجا اسراف و لایعنی مصارف ہی کو چھوڑ دیں تو ان مظلومین کی کافی امداد ہو سکتی ہے۔ زکواۃ و عشر ہی سے اگر امداد کی جائے تو ان کو بس کرتا ہے جس کا اصلی و اہم مصرف ایسے ہی مظلومین ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان ہدایات پر میرے عزیز آشنا عملی طور پر کاربند ہوں گے اور سعادت دارین حاصل کریں گے۔ جو صاحب، مظلومین سمرنا کے لئے رقم ارسال کرنا چاہیں وہ یا تو فقیر کے پاس بھیجدیں تاکہ یہاں سے مرکزی مجلس خلافت کو روانہ کردی جائے یا اپنے ضلع کی مجلس خلافت کو یا اس کام پر مامور خدام خلافت میں سے کسی کو باخذ رسید عطا کردیں لیکن فقیر کو بھی رقم مرسلہ کے متعلق اطلاع دیں تاکہ فقیر بھی ان کے لئے دعاء خیر کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اس نے اس فقیر کو بھی کارِ خیر میں حصہ لینے کی توفیق عطاء فرمائی ہے اور اپنی مختصر امداد اور کچھ عزیزوں و آشناؤں کی مدد سے تقریباً چار ہزار روپیہ اس مد میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صراطِ مستقیم کی ہدایت کرے اور زبانی شور و فغاں کی بجائے شاہراہ عمل پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ اللھم آمین بحرمتہ سید المرسلین۔ الداعی: فقیر محمد ضیاء الدین سجادہ نشین سیال شریف۔